

او دھار (نجات) کا دن ہو گا۔ ہم موجودہ حالتوں کے شکار بننے ہوتے ہیں۔ وہی ہمارا سیتا ناس کر رہی ہیں اور جب تک پونجی کی یہ بیڑیاں ہمارے پیروں کو نکھلیں گی تب تک یہ نجاست ہمارے سر پر منڈلاتی رہے گی۔ ہم انسانیت کا وہ درجہ نہ پاسکیں گے جس پر پنچا زندگی کا انہمی مقصد ہو۔“

رائے صاحب نے پھر گوریدان نکالا اور کئی بیڑے منہ میں رکھ لئے کچھ اور کہتے والے تھے کہ ایک چڑا سی نے آکر کہا۔ سر کار، بیگاروں نے کام کرنے سے انکار کر دیا ہے، کہتے ہیں کہ جب تک ہمیں کھانے کو نہ ملے گا، ہم کام نہ کریں گے۔ ہم نے دھم کایا تو سب کام چھوڑ کر الگ ہو گئے۔“

رائے صاحب کے ماتھے پر بل پڑ گئے، انکھیں نکال کر بولے۔ چلو میں ان بد معاشوں کو ٹھیک کرتا ہوں۔ جب کبھی کھانے کو نہیں دیا گیا تو اُج یہ نئی بات کیوں؟ ایک آنہ دوز کے حساب سے مردواری جو ہمیشہ ملتی رہی ہے اسی مردواری پر انھیں کام کرنا ہو گا، سیدھے کریں یا ٹیڑھے۔“

پھر ہوری کی طرف دیکھ کر بولے۔ تم اب جاؤ ہوری، اپنی تیاری کرو جو باتیں نے کہی ہے اس کا خیال رکھنا۔ مختارے گاؤں سے مجھے کم از کم پانچ نو کی امید ہے۔“

رائے صاحب جملاتے ہوئے پڑ گئے۔ ہوری نے دل بیٹھ چا کہ ابھی یہ کیسی کیسی دھرم کی باتیں کر رہے تھے اور یہ کا اتنے گرم ہو گئے۔ سورج سر پر آگیا تھا۔ اس کی پیش سے متاثر ہو کر پیروں نے اپنا پھیلاو سمیٹ لیا تھا۔ آسمان غبار آؤ د ہورا تھا اور سمنے کی زمین کا پتی ہوئی سی معلوم ہوتی تھی۔

ہوری نے اپنی لاٹھی اٹھائی اور گھر چلا۔ شکون کے بعد پتے کہاں کی آئیں گے۔ بھی ندرگاں کے سر پر سوار تھی۔

(۳)

ہوری اپنے گاؤں کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ ابھی تک گورکھیت میں ایک گور رہا ہے اور دو لوں لڑکیاں بھی اس کے ساتھ کام کر رہی ہیں۔ لُوچل بھی تھی، بگولے اٹھ رہے تھے، زمین جل رہی تھی، جیسے قدرت نے ہوا میں آگ بھر دی ہو۔ یہ سب ابھی تک کھیست میں کیوں کام کے پیچے جان دینے پر ستلے ہوتے ہیں؟ وہ کھیست کی طرف چلا اور دوسری سے چلا کر بولا: آتا کیوں نہیں گورکھ، کیا کام ہی کرتا رہے گا؟ دو پہر دھل گئی، کچھ سوچتا ہے کہ نہیں۔“  
اسے دیکھتے ہی تیوں نے کہالیں اٹھا لیں اور ساتھ ہونے گورسازوں لا لمبا، اکھرے بدن کا نوجوان تھا جسے اس کام سے دچپی نہ معلوم ہوتی تھی بھرے پر خوشی کی جگہ بے اطمینانی اور بیدلی تھی، وہ اس نے کام میں لگا ہوا تھا کہ وہ دکھانا چاہتا تھا کہ اسے کھانے پینے کی کچھ فکر نہیں ہے۔ بڑی لڑکی سونا شتر میلی لڑکی تھی، سانوی، سڈول، تیز اور خوش۔ گاڑھے کی ترخ ساری جسے وہ گھٹنوں کو موڑ کر مرمیں باندھے ہوئے تھی، اس کے ہلکے بدن پر کچھ لدی ہوئی سی معلوم ہوتی تھی اور اسے سختی کا زنگ دے رہی تھی۔ چھوٹی لڑکی رُوپا پائچھے چھڑاں کی چھوکری تھی، میلی، سر پر بالوں کا ایک گھولنلا سا بنا ہوا، ایک نگوئی مکر میں لگی ہوئی، بڑی شریر اور روئے والی۔

روپا نے ہوری کے پیروں سے پشت کر کہا: کا کا دیکھو میں نے ایک دھیلہ بھی نہیں چھوڑا۔ بہن کہتی ہے جا پیرتے بیٹھ۔ دھیلے نہ توڑے جائیں گے کا کا تو میں کیسے برابر ہو گی؟“

ہوری نے اسے گود میں اٹھا کر پیار کرتے ہوئے کہا: بہت اچھا کیا  
بیٹی، چل گھر چلیں۔“

کچھ دیر اپنی بیدلی کو دباتے رہنے کے بعد گوبہ بولا یہ تم رُوحِ رُوح  
(روز روز بالکوں کی کھساد) کرنے کیوں جاتے ہو۔ لگان نہ چکے  
تو پیداہ اگر گایاں سناتا ہے، سیگار دینی، یہ پڑتی ہے۔ سنجھ بخرا (نذر نذر لان)  
سب توہم سے بھرایا جاتا ہے، پھر کسی کی کیوں سلامی کرو؟“

اس وقت یہی خیالات ہوری کے دل میں بھی آئے تھے۔ مگر رُٹ کے  
کے باعث نہ جذبے کو دبانا ضروری تھا بولاً سلامی کرنے نہ جائیں تو رہیں کہاں  
بھگوان نے جب گلام (غلام) بنادیا ہے تو اپنا کیا بس ہے؟ اسی سلامی کی  
برکت ہے کہ دوارے (دروازے) پر صحون پڑی بنالی اور کسی نے کچھ  
کہا۔ گھوڑے نے دوارے پر کھوٹا گاڑا تھا جس پر کارندے نے دوروئے  
ڈانسٹر (تاوان) لے لئے تھے۔ تیسا سے ہم نے لکھنی مٹی ہو دی، کارندے نے  
کچھ نہیں کہا، دوسرا ہو دے تو سنجھ (نذر) دینی پڑے۔ اپنے مطلب کے لئے  
سلامی کرنے جاتا ہوں۔ پاؤں میں سنجھ نہیں ہے اور سلامی کرنے میں کچھ سکھ  
لاتا ہے۔ گھنٹوں کھڑے رہو تب مالک کو کہیں کھبر (خبر) ہوتی ہے۔ کبھی  
اہرنکلتے ہیں، کبھی کھلا دیتے ہیں پھر صحت (فرست) نہیں ہی۔“

گوبہ نے طنز سے کہا۔ بڑے آدمیوں کی ہاں میں ہاں ملانے میں تھوڑا بہت  
سکھ ملتا ہی، نہیں تو لوگ مجرم کے لئے کیوں کھڑے ہوں؟“

جب سر پر پڑے گی تب معلوم ہو گا بیٹا، ابھی جو چاہے کہہ لو۔ یہلے  
میں بھی ایسا ہی سوچا کرتا تھا پر اب معلوم ہوا کہ ہماری گردان دوسروں کے  
پاؤں تسلی دی ہوئی، یہ اکڑ کر بناء نہیں ہو سکتا۔“

گوہر باب پر اپنا غصہ آتار کر کچھ مخفیا ہو گیا اور چپ چاپ چلنے لگا۔ سونا نے دیکھا کہ رُدپا باب کی گود میں چڑھی ہے تو حسد ہوا اسے ڈانت کر بولی "آپ گود سے اتر کر پاؤں پاؤں کیوں نہیں چلتی کیا پاؤں ٹوٹ گئے ہیں؟"

روپا نے باب کی گردن میں ہاتھ دال کر ڈھانی سے کہا "ذاتری گے جاؤ۔ کا کا! ہم کو چڑھایا کرنی ہے کہ تو روپا ہے میں سونا ہوں۔ میرا نام کچھ اور رکھ دو۔"

ہوری نے سونا کو بنادی ٹھنت سے دیکھ کر کہا "تو اے کیوں چڑھانی ہے سوتیا؟ سونا تو دیکھنے کو ہے، بناء تور روپا سے ہوتا ہے۔ روپا نہ ہو تو روپے کہاں سے بنیں بتا؟"

سونا نے اپنی بات رکھنے کے لئے کہا "سونا نہ ہو تو مہر کیسے بنے، نتھنی کہاں سے آؤے، کنھٹا کیسے بنے؟"

گوہر بھی اس تفریحی بحث میں شامل ہو گیا۔ روپا سے بولا "تو کہہ دے کہ سونا تو سوکھی پتی کی طرح پیلا ہوتا ہے، روپا تو اجلہا ہوتا ہے جیسے چندر مان"

سونا بولی "بیاہ میں پلی ساڑی پہنی جاتی ہے۔ ابی ساڑی کوئی نہیں پہنتا"

روپا اس دلیل سے ہار گئی۔ گوہر اور ہوری کی کوئی دلیل اس کے سامنے نہ ٹھہر سکی۔ اس نے رومنی آنکھوں سے ہوری کو دیکھا۔

ہوری کو ایک نتی بات سوچ گئی یہ سونا بڑے آدمیوں کے لئے ہے ہم گریبوں (غیریبوں) کے لئے تو روپا ہی ہے۔ جیسے جو کو راجا کہتے

ہیں، گیوں کو چار، تو اسی لئے تاکہ گیوں بڑے آدمی کھلتے میں اور جو ہم لوگ کھاتے ہیں؟ ”

سونا کے پاس اس زبردست دلیل کا کوئی جواب نہ تھا۔ ہار کر بولی ”تم سب ایک ہو گئے، نہیں روپیا کو رلا کر چھوڑتی ۔“

روپا نے ہاتھ مٹکا کر کہا ”اے عالم سونا چار! اے رام سونا چارا اس جیت کی اسے اتنی خوشی ہوئی کہ باپ کی گود میں نہ رہ سکی زمین پر کو دپڑی اور اچل کر یہ رٹ لگانے لگی۔ روپا راجہ سونا چارا روپا راجہ سونا چمارا!“

یہ لوگ مگر ہنخے تو دھینا دروازے پر کھڑی ان کی راہ دیکھ رہی تھی، خفا ہو کر بولی ”آج اتنی دیر کیوں کی، گو تیر؟ کام کے پچھے کوئی جان تھوڑے ہی دے دیتا ہے۔“ پھر شوہر سے گرم ہو کر کہا ”تم بھی ہاں سے کمانی کر کے نوٹے تو کیتست پہنچے۔ کیتیں کہیں بھاگا جاتا تھا؟“

دروازے پر کنوں تھا۔ ہوری اور گوبرنے ایک ایک کلپانی سر پر ڈالا، روپا کو نہلایا اور کھانا کھلنے لگئے۔ جو کی روپیاں تھیں مگر گیوں کی سی سفید اور جگتی۔ ارہر کی دال تھی جس میں کچا آم پڑا تھا۔ روپا باپ کی تھانی میں کھانے بیٹھی۔ سونا نے اسے حصہ بھری لگا ہوں سے دیکھا گویا کہہ رہی تھی ”داہ رے دلارا!“

دھینا نے پوچھا ”مالک سے کیا بات چیت ہوتی؟“

ہوری نے لوٹا بھرپائی پر طھاتے ہوتے کہا ”یہی تحصیل دصول کی بات تھی اور کیا۔ ہم لوگ سمجھتے ہیں کہ بڑے آدمی بڑے سماں ہوں گے پر کچھ پوچھو تو وہ ہم سے بھی ادھک (زیادہ) دکھی ہیں۔ ہمیں اپنے پیشہ ہی کی

پچکر (فکر) ہے انھیں تمام پچکریں لگھیرے رہتی ہیں۔“  
راتے صاحب نے اور کیا کیا کہا تھا وہ ہوئی کو یاد نہ تھا۔ اس گل  
بیان کا لئے باب ہی اس کے حافظے میں باقی رہ گیا تھا۔

گوبرنے طنز سے کہا ”اپنی ریاست فرے دیتے؟ اپنے کیست؟ بل،  
بل، لگالی سب انھیں دینے کو تیار ہیں۔ کریں گے بدله؟ یہ سب ڈھونگ  
ہے، نزی مٹ مردی! جسے دکھ ہوتا ہے وہ درجنوں موڑ نہیں رکھتا،  
ملکوں میں نہیں رہتا، خلوپوری نہیں کھاتا اور نہ نایج زنگ میں پھنسا رہا  
ہے۔ آرام سے راج کا سکھ بھوگ رہے ہیں، اس پر دکھی جنتے ہیں!“

ہوئی نے جھینچھلا کر کہا ”اب تم سے محبت کون کرے بھائی؟  
ریاست کسی سے چھوڑی جاتی ہے کہ وہی چھوڑ دیں گے۔ ہمیں کو کہیتی سو  
کیا ملتا ہے؟ ہر آدمی کے حساب سے ایک آن رُج کی مجروری (مزدوری)  
بھی تو نہیں پڑتی۔ بیو دس روپے ہمینہ کا بھی نوکر ہے وہ ہم نے اچھا  
کھاتا پتیا ہے۔ پر کھیتوں کو چھوڑتا تو نہیں جاتا۔ کھینتی چھوڑ دیں تو اور کریں گے  
کیا؟ نوکری کہیں ملتی ہے! پھر مر جاد بھی تو پالنا ہی پڑتی ہے۔ کھینتی میں جو  
مر جاد ہے وہ نوکری میں تو نہیں ہے اسی طرح جمیداروں (زمینداروں) کا  
حال بھی سمجھتا۔ ان کی جان کو بھی تو سینکڑوں لوگ لے ہوتے ہیں۔ حاکموں  
کو رسد پہنچاؤ ان کی سلامی کرو۔ علکوں کو کھس (خوش) کرو، تاریکھ (تایارخ)  
پر مال گزاری (مالگزاری) نہ چکاویں تو حوالات ہو جاتے، کڑا کی (قرتی) کی  
نوبت آجائتے۔ ہمیں تو کوئی حوالات نہیں لے جاتا۔ دوچار گالیاں یا جھریکیں  
ہی تو مل کر رہ جاتی ہیں!“

گوبرنے ارجمند کیا۔ یہ سب کہنے کی باتیں ہیں۔ ہم لوگی دانے

کو محتاج ہیں، سوچے بدن پر کپڑے نہیں ہیں، چوتھی کا پیسہ اینٹری تک جاتا ہی  
تب بھی گجر (گزر) نہیں ہوتی۔ انھیں کیا، آرام سے گدامند لگاتے بیٹھے ہیں،  
یکڑوں نوکر چاکر ہیں، بجاروں (ہزاروں) آدمیوں پر حکومت ہے، ارشے  
چاہے جمع نہ ہوتے ہوں پر سکھ تو سبھی طرح کا ملتا ہے۔ روپیے کر  
آدمی اور کیا کرتا ہے؟"

"تو تمہاری سمجھ میں ہم اور وہ برابر ہیں؟"

بھگوان نے تو سب کو برابر ہی بنایا ہے"

یہ بات ہیں ہے بیٹا، چھوٹے بڑے بھگوان کے گھر سے بن کر  
آتے ہیں۔ وہن بڑی تپیاس سے ملتا ہے۔ انھوں نے پہلے جنم میں جیسا کام  
کیا اُس کا سکھ اخھار ہے ہیں۔ ہم نے کچھ نہیں جمع کیا تو ملے کیا؟"

یہ سب من کو سمجھانے کی باتیں ہیں، بھگوان سب کو برابر نباتے ہیں  
یہاں جس کے ہاتھ میں لاٹھی ہے وہ چھوٹوں کو کچل کر ڈین جاتا ہے۔"  
یہ تمہارا بھرم ہے۔ مالک آج کل بھی نست چار غصہ بھگوان کا بھجن  
کرتے ہیں"

"کس کے بل پر یہ بھجن اور دان دھرم ہوتا ہے؟"

"اپنے بل پر"

"نہیں کسانوں کے بل پر اور بجوروں (مزدوروں) کے بل پر!  
یہ پاپ کا دھن پچے کیسے؟ اسی لئے دان دھرم کرنا پڑتا ہے، بھگوان کا بھجن  
بھی اسی لئے ہوتا ہے۔ بھوکے ننگے رہ کر بھگوان کا بھجن کریں تو ہم بھی دیکھیں  
ہیں کوئی دونوں جوں کھانے کوئے تو ہم آٹھوں پہر بھگوان کا بھجن، ہی  
کرتے رہیں۔ ایک دن کیست میں اوکھے گورنمنٹے تو ساری بھگلتی

بھوول جاتے ॥

ہوری نے ہارکو کہا: اب تمہارے منہ کون لگے بھائی؟ تم تو بھگوان کی لیلا میں بھی مانگ اڑتے ہو ॥

تیر سے پھر گوبر گدال لے کر چلا تو ہوری نے کہا "بھرا (ذرا) ٹھہر جاؤ بیٹا، ہم بھی چلتے ہیں تب تک تھوڑا بھروسہ نکال کر رکھ دو۔ میں نے بھولا کو دینے کے لئے کہا ہے۔ بیخارہ آج کل بہت تنگ ہے؟"

گوبر نے عدولِ تکمی کے انداز سے دیکھ کر کہا: اب ہمارے پاس بھین کو بھوسہ نہیں ہے ॥

"بیچتا نہیں ہوں بھائی، یوں ہی فے رہوں وہ نکٹ (معیبت) میں ہے۔ اس کی مدد تو کرنی ہی پڑتے گی ॥"

ہمیں تو اس نے کبھی ایک گائے نہیں فے دی ॥  
وہ نیامنک کر بولی ॥ گائے نہیں وہ تو وہ فے رہا تھا! انھیں گائے فے گا! آنکھیں آبخنے بھر کو کبھی دودھ تو بھیجا نہیں، گائے دے دے گا  
بڑا دیئے والا ॥"

ہوری نے قسم کھائی۔ نہیں جوانی کشم (قسم) اپنی پچھائیں گائے فے رہے تھے۔ ہاتھ تنگ ہے، بھوسہ چارہ نہیں رکھ سکتے۔ اب ایک گائے زیخ کر بھوسہ لینا چاہتے ہیں۔ میں نے سوچا کہ سکٹ میں بڑے آدمی کی گائے کیاں گا۔ تھوڑا سا بھوسہ دیئے دیتا ہوں، کچھ روپے ہاتھ آ جائیں گے تکنے لے لوں گا۔ تھوڑا تھوڑا کر کے چنکا دوں گا۔ اتنی روپتے کی ہے مگر اسی کہ آدمی دیکھتا رہے ॥"

گوبر نے آڑتے ہاتھوں لیا: "تمہارا یہی دھرا تما پین تو تمہاری درگت

کر رہا ہے۔ ساپھ (صاف) توبات ہے۔ اسی روپے کی گائے ہے، ہم سے میں روپے کا بخوبس لے لیں اور گائے دے دیں۔ ساٹھ رہ جائیں گے وہ ہم دھیرے دھیرے دے دیں گے ॥

ہوری رازدارانہ طور پر تسلیکرا یا۔ میں نے ایسی چال سوچی ہے کہ گائے یوں ہی ماحظ آجائے۔ کہیں بخوبالا کا بیاہ ٹھیک کرنا ہے۔ میں دو چار من بخوبس تو اپنا زنگ جانے بھر کو دیتا ہوں ॥  
گوئر نے خواتت سے کہا "تو تم اب سب کا بیاہ ٹھیک کرتے پھر دے گے؟"

دھنیا نے تسلیکی نگاہوں سے دیکھ کر کہا "اب یہی ایک کام تو رہ ہی گیا ہے۔ نہیں دینا ہے، ہمیں بخوبس کسی کو۔ یہاں بھولی بحالا کسی کا اُدھار نہیں کھایا ہے" ॥

ہوری نے اپنی صفائی دی۔ "اگر میری تدبیر سے کسی کا گھر بس جائے تو کون سی براٹی ہے؟"  
گوئر نے چشم اٹھائی اور آگ لینے چلا گیا۔ اُسے یہ جھمیلا بالکل پسند نہ تھا۔

دھنیا نے سر ہلا کر کہا "جو ان کا گھر بسائے گا وہ اسی روپے کی گائے لے کر چپ نہ ہوگا، ایک تخلی گنوانے گا" ॥  
ہوری نے پیچاڑا دیا۔ یہ ہانتا ہوں لیکن اس کی بھلسنی کو بھی تو دیکھو کہ مجھ سے جب ملتا ہے تیرا ہی بھان کرتا ہے، ایسی پھی ہے، اسی سلیکے دار (سلیقہ دار)"

دھنیا کے چہرے پر آپ آگئی۔ میں اُن کے بھان کی بھوک نہیں

وہ اپنا بھان دھرے رہیں ۔“  
 پھر لالا نے محبت گی سکراہست سے کہا۔ میں نے تو کہدیا کہ بھتیا  
 وہ ناک پر کھی بھی بیٹھنے نہیں دیتی، گایوں سے توبات کرتی ہے۔ پر وہ یہی  
 کہے جائے کہ عورت نہیں بھی ہے۔ بات یہ ہے اس کے گھروالی بڑے  
 کڑے سو بھاؤ کی تھی۔ بیچارہ اس کے ڈر سے بھاگا بھاگا پھرتا تھا۔ کہتا تھا کہ  
 جس دن تھاری گھروالی کامنھ تڑکے دیکھ لیتا ہوں اس دن کچھ شکھ جرور  
 (ضرور) باٹھ لگتا ہے۔ میں نے کہا تھارے باٹھ لگتا ہوگا، یہاں تور درج  
 دیکھتے ہیں پر کبھی پیسے سے بھیت نہیں ہوتی ۔“

”تھارے بھاگ ہی کھوٹے ہیں تو میں کیا کروں ۔“  
 لگا اپنی عورت کی براہی کرنے کے بھکاری کو بھیک تک نہ دیتی تھی،  
 بھکارو مارنے دوڑتی تھی، لاچن لیسی کنک تک اوروں کے گھر سے مانگ لاتی تھی۔“  
 مرنے پر کسی کی کیا براہی کروں، مجھے دیکھ کر جل جاتی تھی ۔“  
 ”بھولابڑا مگھور (غمخار) تھا کہ اس کے ساتھ نباہ کیا۔ اور ہوتا تو  
 دس لکھا کر مر جاتا۔ مجھ سے دس سال بڑے ہوں گے۔ بھولابڑا رام رام  
 پہلے ہی کرتے ہیں ۔“  
 ”تو کیا کہتے تھے کہ جس دن تھاری گھروالی کامنہ دیکھ لیتا ہوں تو  
 کیا ہوتا ہے؟“

”اس دن بھگوان کہیں نہ کہیں سے کچھ بھی دستے ہیں ۔“  
 ”بھوتیں بھی تو ایسی ہی چٹوری آئی ہیں۔ اب کی سبوں نے دروپتے  
 کے کھربیے (خربزے) ادھار طھاڑاے ادھار مل جاتے تو انھیں  
 چلتا دنکر، نہیں ہوتی کہ دینا بھی پڑے گایا نہیں؟“

”اور بھولا روتے کا ہے کوہیں“  
 ”گوہر آنکھ بولا“ بھولادا آگئے، من دو من بھوسہ ہے سو انھیں دیو  
 پھران کا بیاہ کھو جنے نکلو“

وھنیا نے سمجھایا ”آدمی دوارے پر بیٹھا ہے۔ اس کے لئے گھاٹ  
 واط تو طال نہیں دی اوپر سے لگے بھنپھنا نے، کچھ تر جھلسنی سیکھو، لکسا  
 لے جاؤ پانی بھر کر رکھ دو، لما تھا منہ دھوئیں، کچھ شربت پانی کرا دو۔  
 مصیبت ہی میں تو آدمی دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلاتا ہے“  
 ہوری بولا ”شربت وربت کا کام نہیں، کون کوئی جہاں ہیں؟“  
 دھنیا نے بگڑا کر گھاٹ مہان اور لیسے ہوتے ہیں؟ روح روح  
 (روز روز) نمھارے دوارے پر نہیں آتے۔ اتنی رور سے دھوپ  
 گھام میں آتے میں پیاس لگی ہی ہوگی روپیا! دیکھ ڈبے میں تاکھو ہے۔  
 (تمتاو) کر نہیں۔ گوہر کے ارے کا ہے کوئی ہوگی، دوڑ کر ایک پیسے  
 کی تاکھو سیٹھانی کی دوکان سے لے لے؟“

بھولانی آج حقی خاطر ہوئی اور کبھی نہ ہوئی ہوگی۔ گوہر نے چار پانی  
 ڈال ڈی۔ سونا شربت بنالائی، روپیا تمبا کو بھر لائی۔ دھنیا دروازے  
 پر کوڑا کی آڑ میں کھڑی اپنے کانوں سے اپنی تعریف سننے کے لئے بیقرار  
 ہو رہی تھی۔

بھولانے پلٹ باتھ میں لے کر کہا ”اچھی گھری (دہلیہ) گھر میں آجائے  
 تو سمجھو لو کی مجھی آگئی۔ دہی جاتی ہے کچھوٹے بڑے کا اور سنتکار (خاطر و مدارات) کیے کرنا چاہئے؟“  
 دھنیا کے دل میں خوشی کی لہر دوڑ رہی تھی، نکار اور مالیوں اور مغلی  
 سے گھرا ہوا دل ان الفاظ میں نرمی اور تسکین کا احساس کر رہا تھا۔

ہوری جب بھول کا کھانچا اٹھا کر بھوسہ لانے اندر گیا تو دھنیا بھی پیچے پیچے چلی۔ ہوری نے کہا۔ سجنانے کہاں، سے آتنا بڑا کھانچا مل گیا۔ کسی بھرپور بھوئے سے منگ لایا ہوگا۔ من بھر سے کم میں نہ بھرے گا۔ دو کھانچے دتے تو دو من بھوسہ نکل جائے گا۔“

دھنیا خوش تھی، ملامت کی نگاہوں سے دیکھتی ہوئی بولی یا تو کسی کو نیجتہ نہ دو اور دو تو بھرپور بھلاؤ۔ تھارے پاس پان پھول یعنی بھوڑی آتے ہیں کہ ٹوکری لے کر چلتے، دستی ہی ہو تو تین کھانچے دیدو۔ بھلاؤ دی اپنے لڑکے کو کیوں نہیں لایا؟ اکیلا کہاں تک ڈھوتے گا۔ جان نکل جائے گی۔“ تین کھانچے تو میرے دتے نہ دتے جائیں گے ”

”تب کیا ایک کھانچا دے کر نالو گے؟ گوئی سے کہدو کہ اپنا کھانچا بھر کر ان کے ساتھ چلا جائے ”

”گوئبر اوکھا گوڑنے جا رہا ہے ”

”ایک دن نہ گوڑنے سے اوکھا نہ سوکھ جائے گی ”  
”یہ تو ان کا کام تھا کہ کسی کو اپنے ساتھ لاتے۔ بھلوان کے دتے دودو بیٹے ہیں ”

”نہ ہوں گے ٹھرپر، دودو کے کرباٹ گئے ہوں گے ”

”یہ تو اچھی دل لگی ہے کہ اپنا مال بھی دو اور آسے گھر تک پہنچا بھی دو

لاد دے، لدا دے اور لاد نے والا ساتھ کر دے ”

”اچھا بھائی کوئی مبت بنائے، میں پہنچا دوں گی، ہڑوں کی بیوا کرنے میں لاج نہیں ہے ”

”اور تین کھانچے انھیں دیدوں تو اپنے بیل کیا کھائیں گے؟ ”

”یہ سب تو نیوتا دینے کے پہلے ہی سوچ لینا تھا۔ نہ ہو تو تم اور گوہر دونوں چلے جاؤ گا“

”مرقت، مرقت کی طرح کی جاتی ہے، اپنا گھر اٹھا کر نہیں دے دیا جاتا“

”ابھی جمیندار (زمیندار) کا پیارہ آجائے تو اپنے سر پر بھو سے لاد کر پہنچا دے گے، تم تھارا لڑکا اور لڑکی سب اور وہاں سایت (شاید) من روشن لکڑی بھی چیرنی پڑے گا“

”جمیندار کی بات اور ہے؟“

”ہاں وہ ڈنڈے کے بل کام لیتا ہے نا“

”اس کے کھیت نہیں جوتے ہو؟“

”کھیت جوتے میں تو رگان نہیں دیتے ہیں؟“

”اچھا بھائی جان نہ کھا، ہم دونوں چلے جائیں گے کہاں سے انھیں میں نے بھوسہ دینے کو کہہ بھی دیا تو چلے ہی گی نہیں اور اگر چلے گی تو دوڑنے لگے گی“

”مینوں کھانے بھوسے سے بھر دتے گئے۔ گوہر کڑھ رہا تھا۔

اُسے اپنے باپ کے برتاو پر ذرا بھی اعتبار نہ تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ یہ جہاں جاتے ہیں وہیں تکھے نہ کچھ گھر سے دے آتے ہیں، دھنیا خوش تھی، رہا

ہُوری وہ دھرم اور سوارتھ کے بیچ میں ڈوبتا اترتا جا رہا تھا۔

پوری اور گوہر مل کر ایک کھانچا باہر لاتے۔ بھولانے فورا اپنے انگوچھے کی گندلی بنانے کے سر پر رکھتے ہوتے ہیں اسے رکھ کر بھی

بھاگا کا آتا ہوں، ایک کھانچا اور لوں گا“

”ہو ری بولا۔ ایک نہیں ابھی رو اور بھرے دھرے ہیں۔ اب بھیں  
نہ آنا پڑے گا میں اور گوہر ایک ایک کھانپا لے کر تھارے ساتھ ہی جاتے ہیں“  
بھولا متھر ہو گیا۔ اُسے ہو ری اپنا بھائی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر معلوم  
ہوا۔ اُسے اپنے دل میں ایک ایسی آسودگی کا احساس پوچھنے اس  
کی پوری زندگی کو تروتازہ کر دیا۔

تینوں بھس لے کر چلے توارہ میں باتیں ہونے لگیں۔

”بھولا نے پوچھا تھا دہرہ آرہا ہے ماں کوں کے یہاں توڑی دھوم دھام ہو گئی“  
”ہاں تینوں، سامیانا ناگر گلیا ہے۔ ابکی رام بیلا میں میں بھی کام کر دوں گا  
رائے صاحب نے کہا ہے کہ مجھے راجہ جنک کا مالی بننا پڑے گا“  
”مالک تم سے بہت بھس دخوش) ہیں“  
”آن کی بیا ہے“

ایک لمحے کے بعد بھولا نے پھر بچھا۔ سگن (شگون) کرنے کے نتے  
روپیوں کا کچھ بندوں بست کر لیا ہے؟ مالی بن جانے سے تو گلانہ چھوٹے گا“  
ہو ری نے منہ کا پسندیہ پوچھ کر کہا۔ اسی کی چنتا تو مارے ڈالتی ہے۔  
دادا، آج تو سب کا سبھکھلیاں میں تل گیا۔ جمیندار نے اپنا لیا، مہاجن نے  
اپنا لیا، میرے نئے پانچ سیسا آج بیک رہا۔ یہ بھوسہ تو میں نے راتوں رات  
ڈھو کر چھپا دیا تھا نہیں تسلکا بھی نہ پختا۔ جمیندار تو ایک ہی نے پر مہاجن میں تین  
ہیں۔ سیٹھانی الگ منگرو الگ اور دتا دین پنڈت الگ، کسی کا بیاچ بھی  
پورا نہ چکا۔ زمیندار کے بھی آدھے روپے دینے سے رہ گئے۔ سیٹھانی سے  
پھر رویے ادھار نئے تبا کام چلا۔ سب طرح کچھا میت (نفایت) کر کے دیکھیا  
بھیا کچھ نہیں ہوتا۔ ہمارا جنم اسی نئے ہوا ہے کہ اپنا لوہو (ہو) بہادیں اور بڑوں کا

گھر بھر دیں، روپیہ کا دو ناسوڈ بھر چکا پر روپیہ جیوں کا تیوں سر پر سوار رہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ سادی (شادی) کی (عنی) میں تیر تھے برت میں اٹھا باندھ کر ٹھرچ (خرچ) کرو پر رستہ کوئی نہیں دھاتا۔ راستے صاحب نے بیٹے کے بیاہ میں میں ہمار (بیس ہزار) لڑا دیتے، ان سے کوئی کچھ نہیں کہتا، منگروں نے اپنے باپ کی کریا کرم میں پانچ ہمار (بیس ہزار) لگا دتے، ان سے کوئی کچھ نہیں پوچھتا۔ ولی ہی آبر و مر جاؤ تو سب کی ہے ॥  
بھولانے درد آمیز ہجے میں کہا ”بڑے آدمیوں کے برابری کیسے کر سکتے ہو بھائی؟“

”آدمی تو ہم بھی ہیں“

”کون کہتا ہے کہ ہم تم آدمی ہیں؟ ہم میں آدمیت ہے؟ آدمی وہ ہیں جن کے پاس دھن ہے، بل ہے اور بدیا (وقایا) ہم لوگ تربیل ہیں اور جتنے کے لئے پیدا ہوتے ہیں۔ اس پر ایک دوسرے کو دیکھ نہیں سکتا۔ میں کا نام نہیں ہے، ایک کسان دوسرے کے کھیت پر نہ چڑھے تو کوئی اجاپا (اضافہ) کیسے کرے؟ پریم تو سنار سے اٹھ گیا ہے ॥“

بُوڑھوں کے لئے ماضی کی راحتوں، حال کی تکفیلوں اور مستقبل کی تباہیوں سے زیادہ دچکپ اور کوئی موضوع نہیں ہوتا، دنوں دوست اپنا اپنا دھکڑا روتے رہتے۔ بھولانے اپنے بیٹوں کی کرتونی کہہ سنا ہیں کہ ہوری نے اپنے بھائیوں کا رونا رویا اور پھر ایک کنویں پر بوجھ رکھ کر پانی پینے کے لئے بیٹھ گئے۔ گوئر نے بنٹے سے لوٹا اور کلسماں الگ اور پانی میخپنے لگا۔

بھولانے ہمدردی سے پوچھا ”الگ ہوتے ہوتے تو تھیں ٹرارخ ہوا ہو گا“

بھائیوں کو تم نے بیٹوں کی طرح پالا تھا ॥  
 ہر دری کا گلا بھرا آیا بولا تپکھر نہ پوچھو دادا، جی چاہتا تھا کہ کہیں جا کر  
 ڈوب مروں، میرے جیتے جی سب کچھ ہو گیا۔ جن کے لئے اپنی جوانی  
 وصول میں ملادی وہی میرے تدینی ہو گئے اور جھنگڑے کی کیا تھی وہی کہ  
 میری گھروالی ہار میں (باہر) کام کرنے کیوں نہیں جاتی۔ پوچھو، گھردئیجھنے والا  
 بھی تو کوئی چاہئے کر نہیں؟ لینا، دینا، دھرنا اٹھانا یہ سب کون کرے؟  
 پھر وہ گھر پر نیچی تو نہیں رہتی۔ جھاڑو، رسوتی، چوکا، برتن، لڑکوں کی دلیکہ  
 بحال یہ کوئی تھوڑا کام ہے؟ سو بھائی عورت گھر سینھال لیتی ہے کہ مہر اکی  
 عورت میں یہ ڈھنگ تھا؛ جب سے انگادا ہوا، دونوں گھروں میں ایک  
 چون روئی ٹہنتی ہے۔ نہیں تو سب کو دن میں چار چار بار بھوک لکتی تھی، اب  
 کھائیں چار بار تو دلکھوں۔ اس مالک پن میں گو تبر کی ماں کی جود رگت ہوئی  
 وہ میں ہی جانما ہوں۔ بیماری اپنی دلیورانیوں کے پھٹے پرانے پڑے پن کر  
 دن کاٹتی تھی۔ خود بھوکی سور ہی ہو گی پر بہوؤں کے لئے جل پان تک کا  
 دھیان رکھتی تھی۔ اپنے تن پر گھنے کا نام پنجا دھاگا نہ تھا پر دلیورانیوں کے  
 لئے چار چار گھنے بنوادتے۔ سونے کے نہ سہی چاندی کے توہین۔ ڈاہ ہی  
 تھی کہ یہ مالک کیوں ہے۔ بہت اچھا ہوا کہ الگ ہو گئے۔ میرے سر سے بلا قیٰ:  
 بھولانے ایک لوٹاپاٹی پڑھا کر کہتا یہی حال گھر گھر کا ہے بھیا، بھائیوں  
 کی بات ہی کیا یہاں تو لڑکوں سے بھی نہیں پیٹتی اور پیٹتی اس لئے نہیں کہ  
 میں کسی کی کچال دلکھ کر منہ بند نہیں رکھ سکتا۔ تم جو اٹھیلو گے، چرس پیو گے  
 گانجے کی دم لگاؤ گے مگر آوے گا کس کے گھر سے؟ گھرچ (خربچ) کرنا  
 چاہتے ہو تو کماو پر کمائی تو کسی سے نہ ہو گی، طرف دل گھول کر گریں گے

بڑا لڑکا کامتا سودا لے کر رہا تھا جانتے گا تو آدھے پیسے گائب (غائب) ہے  
پوچھو تو کوئی جواب نہیں یہ چھوٹا جنگلی ہے۔ وہ سنگت کے پیچے متوا لا رہتا  
ہے۔ سانچھہ ہونی اور ڈھول مجبیرا لے کر بیٹھ گیا، سنگت کو میں تباہ نہیں کہتا،  
گانبا جانا عیوب نہیں، پر کام پھر صست (فرصت) کے ہیں۔ یہ نہیں کہ گھر کا  
کوئی کام نہ کرو، آٹھوں پہرا سی دھن میں رہو۔ جانتی ہے میرے سر اچارہ  
پانی میں کروں، گائے بھینیں میں دو ہوں، دو دھو لے کر رہا ہے میں جاؤں،  
یہ گرتی کا جنگل ہے۔ گڑ بھرا ہنسیا نہ اگتے بنے نہ نگتے بنے! لڑکی ہے بھینیا  
وہ بھی نفسیے کی کھوئی۔ تم تو اس کی سگانی میں آتے نہیں۔ کتنا اچھا ٹھر بر  
تھا۔ اس کا ادمی بیسی میں دو دھو کی دو کان کرتا تھا۔ ان دونوں دہائیں مندو  
مسلمانوں میں دنگا ہوا تو کسی نے اس کے پیٹ میں چھرا بھونک دیا۔ گھر  
ہی چوپٹ ہو گیا۔ اب لڑکی کا دہا نباہ نہ تھا۔ جا کر لے آیا کہ دوسرا سگانی  
کر دوں گا، پر دوہ مانٹی نہیں اور دونوں بجا وچیں ہیں کہ رات دن اُسے  
چلانی رہتی ہیں۔ گھر میں مہا بھارت میا رہتا ہے۔ بیماری بیپا کی ماری ہیں  
آئی تو یہاں بھی چین نہیں ہے۔

ان ہی دھکڑوں میں راستہ کٹ گیا۔ بھولا کا گانوں تھا لڑکھڑا  
مگر بہت گزر، زیادہ تراہیزی بنتے تھے اور کسانوں کے دیکھتے ان کی  
حالت بہت بُری نہ تھی۔ بھولا گانوں کا لمکھیا تھا، دروازے پر بڑی اسی  
چرپی نکھی جس پر دس بارہ گائیں، بھینیں بھڑکی سانی لکھا رہی تھیں، باہر  
والاں میں ایک بڑا ساتھ تپڑا تھا جو شاید دس آدمیوں سے بھی نہ ٹھتا  
کسی کھونٹی پر ڈھول لٹک رہی تھی، کسی پر مجبیرا تھا۔ ایک طاق پر کوئی  
کتاب بنتے میں بندھی ہونی تھی جو شاید راما تھی۔ دونوں بہریں سامنے

بیٹھی گو بر پا تھے رہی تھیں اور جھنیا چوکھٹ پر کھڑی تھی۔ اس کی آنکھیں سُرخ تھیں اور ناک کے سرے پر بھی سُرخی تھی۔ معلوم ہوتا تھا ابھی روکرا ہٹی ہے۔ اس کے بھرے ہوتے، تند رست اور سُدُول اخضمار میں گویا شباب انگڑا یاں لے رہا تھا۔ چہرہ بڑا اور گول تھا، گال پھولے ہوتے۔ آنکھیں چھوٹی اور اندر دھنی ہوئیں، ما تھانگ، مگر سینے کا بھار اور جسم کا گل گدا پیں آنکھوں کو ٹھنچ لیتا تھا۔ اس پر جھپپی ہوئی گلابی ساری اور بھی زینت بڑھا رہی تھی۔

بھولا کو دیکھتے ہی اس نے لپک کر ان کے سر سے کھانچا اتر والی بھولا نے گو سُر اور ہوری کے کھانچے اتر والے اور جھیننا سے بُرے پہلے ایک چلم بھرلا اور تھوڑا مشربت بنائے، پانی نہ ہوتا کہاں میں ٹھنچ لوں ہوری ہتو کو پہچانتی ہے نا؟“

پھر ہوری سے بولا ”گھری (اہمیہ) بنا گھر نہیں رہتا، بختیا۔ پرانی کہاوت ہے، نائنِ بختی بہوریں گھر۔ نائٹ بیل کیا بختی کریں گے اور بہروں کیا گھر سنبھالیں گی؟ جب سے اس کی ماں مری ہے جیسے گھر کی برکت ہی آٹھ گئی، بہروں آٹا پا تھے لیتی ہیں پر گرسنی کیا جائیں؟ ہاں متنہ چلانا طوب (خوب) جانتی ہیں بلونڈے ہیں پھر پر جبے ہوں گے سب کے سبب آسی ہیں، کام چور۔ جب تک جیتا ہوں ان کے پچھے مرتا ہوں، مر جاؤں گا تو آپ سُر پر ہاتھ دھر کر رہوں گے۔ لڑکی بھی ویسی ہی ہے۔ تھوڑا سا کہنا بھی کرے گی تو بھجنھنا کر جیں تو سُر لیتا ہوں، مر تھوڑے ہی سہے گا“

جھیننا ایک ہاتھ میں بھری ہوئی چلم، دو سرے میں مشربت کا لوٹا

لئے بڑی تیزی سے آپنی بھرنسی پھرستی اور کلاس اے کر پانی بھرنے چلی، گوبر نے اس کے ہاتھ سے کلاس لینے کے لئے ہاتھ بڑھا کر چھینتے ہوتے کہا "تم رہنے دو، میں بھرے لاتا ہوں" ۔

جھیننا نے کلاس اندیا، کنوئیں کی جگت پر جا کر مسکراتی ہوئی بولی تھی  
ہمارے ہمان ہو، کہو گے کہ ایک لوٹا پانی بھی کسی نے نہ دیا" ۔  
"ہمان کا ہے سے ہو گیا، تھارا پڑو سی ہی تو ہوں" ۔  
"پڑو سی سال بھر میں ایک بار بھی صورت نہ دکھاوے تو ہمان ہی ہے" ۔

"روج روچ (روز، روز) آنے سے تو مر جاو بھی نہیں رہتی" ۔  
جھیننا ہنس کر ترچھی نگاہوں سے تاکتی ہوئی بولی تھی۔ وہی مر جاو تو دے رہی ہوں! مہینے میں ایک بار آؤ گے تو ٹھنڈا پانی دوں گی، پندرھوں دن آؤ گے تو چمپ پاؤ گے، ساتویں دن آؤ گے تو بیٹھنے کو ناچی دوں گی روچ روچ آؤ گے تو کچھ نہ پاؤ گے" ۔  
"درس تو دوگی؟" ۔

"درس کے لئے پوچھا کرنی پڑے گی" ۔  
یہ کہتے کہتے جیسے اُسے کوئی بھولی بات یاد آگئی، اُس کا پھرہ اُد اس ہو گیا، وہ بدھوا ہے اس کے استری پن (دنیائیت) کی ڈیورھی یہر پہلے اس کا شوہر حافظ بنایا رہتا تھا اور وہ بیفکر تھی اب اس جگہ کوئی نہیں اس نے تھا اس لئے وہ دروازے کو سدا بن رکھتی ہے۔ کبھی کبھی گھر کے سونے پن سے اکتا کروہ دروازہ کھولتی ہے مگر کسی کو آتا دیکھ کر خوف سے دونوں کواڑ پھر بند کر دیتی ہے۔

گوہر نے کلس اپھر نکالا، سب نے مشربت پیا اور ایک چلم تباہ کو پیکر بوث پڑھے۔ بھولانے کہا۔ توکل تم آگر گائے لے جانا گوہر اس سے تو سانی ٹھارہی ہے؟"

گوہر کی آنکھیں ایسی گائے پر لگی ہوئی تھیں اور وہ دل ہی دل میں سست ہوا جاتا تھا۔ گائے اتنی اچھی اور سندھول ہے، اس کا اسے شان و گمان بھی نہ تھا۔

ہوہری نے لایچ روک کر کہا۔ منگ اول گا، جلدی کیا ہے؟" "تھیں جلدی نہ ہو، ہمیں تو جلدی ہے۔ اسے دو اڑے پر دیکھ کر تھیں وہ بات یاد رہے گی۔"

"اس کی مجھے بڑی پھرکر ہے دادا"

"توکل گوہر کو بخیج دینا۔"

دولوں نے اسے ٹھاپکے سر پر رکھے اور روشنہ ہوئے۔ دولوں اتنے خوش تھے گویا بیاہ کر کے لوٹے ہوں۔ ہوہری کو تو پابی دیرینہ خواہش کے پوری ہونے کی خوشی تھی اور وہ بھی بلا پیسے کے! گوہر کو اس سے بھی زیادہ قیمتی چیز مل گئی تھی۔ اس کے دل میں بھی ایک سوئی ہوئی ملتا جاگ اپنی تھی۔

موقع پا کر اس نے پیچھے کی طرف دیکھا۔ جھینتا دروازے پر کھڑی تھی۔ اُتمید کی مستی میں بے صبر اور بے قرار!